بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ الاعراف

(۲)

(گذشتہ سے پیوستہ)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

وَلَقَدۡ مَکَّنّٰکُمۡ فِی الۡاَرۡضِ وَجَعَلۡنَا لَکُمۡ فِیۡہَا مَعَایِشَ قَلِیۡلًا مَّا تَشۡکُرُوۡنَ ﴿۱۰﴾

وَلَقَدۡ خَلَقۡنٰکُمۡ ثُمَّ صَوَّرۡنٰکُمۡ ثُمَّ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوۡۤا

(لوگو)، ہم نے اِس سرزمین میں[۲۸۸] تمھیں اقتدار عطا فرمایا اور تمھارے لیے اِس میں معاش کی راہیں کھول دی ہیں[۲۸۹]، پر تم کم ہی شکرگزار ہوتے ہو۔ ۱۰

(تمھاری سرگذشت یہ ہے کہ) ہم نے تمھیں پیدا کیا، پھر تمھاری صورتیں بنائیں[۲۹۰]، پھر فرشتوں

۲۸۸؎ یعنی سرزمین حرم میں، جہاں قریش کو اختیار و اقتدار حاصل تھا۔ سورہ کے مخاطب چونکہ وہی ہیں، اِس لیے یہاں سے تمہید اٹھائی ہے۔

۲۸۹؎ یہ اُن راہوں کی طرف اشارہ ہے جو ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کی دعاؤں اور بیت اللہ کے طفیل اُن کے لیے کھولی گئیں۔

۲۹۰؎ اِس کی تفصیل قرآن کے دوسرے مقامات سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ پہلے زمین کے پیٹ میں انسان کا حیوانی وجود تخلیق ہوا، پھر اُس میں اپنی نسل آپ پیدا کر لینے کی صلاحیت ودیعت ہوئی، پھر اُس کا تسویہ کیا گیا، اِس

اِلَّآ اِبۡلِيۡسَ لَمۡ يَكُنۡ مِّنَ السّٰجِدِيۡنَ ﴿١١﴾ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسۡجُدَ اِذۡ اَمَرۡتُكَ

سے کہا: آدم کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤ[۲۹۱]۔ ابلیس[۲۹۲] کے سوا سب سجدہ ریز ہو گئے۔ وہ سجدہ کرنے والوں میں شامل نہیں ہوا[۲۹۳]۔ فرمایا: تجھے کس چیز نے سجدہ کرنے سے روکا[۲۹۴]، جبکہ میں نے تجھے حکم دیا تھا[۲۹۵]؟

طریقے سے جو مخلوق وجود میں آئی، اُس میں سے دو کا انتخاب کر کے پھر اُن میں روح پھونکی گئی جس سے آدم و حوا کی صورت میں نطق و بیان کی صلاحیت اور عقل و شعور سے بہرہ یاب ایک نئی مخلوق، یعنی انسان کی ابتدا ہو گئی۔ یہ نوع انسانی پر گزرنے والے مختلف مراحل کی تفصیل ہے جن میں سے ہر مرحلے کی مدت ہزاروں سال ہو سکتی ہے۔ ہڈیوں، کھوپڑیوں اور ڈھانچوں کے اوراق میں سائنس دان جو کچھ پڑھ رہے ہیں، وہ یہی سرگذشت ہے، اِس کا ارتقا کے اُس تصور سے کوئی تعلق نہیں ہے جو ڈارون نے پیش کیا تھا۔

۲۹۱؎ یہ سجدہ تعظیم کے لیے تھا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا، اِس لیے اِس میں شرک کا کوئی پہلو نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی اطاعت کا یہ امتحان جس وجہ سے لیا، وہ یہ تھی کہ اولاً، آدم پر واضح ہو جائے کہ اصلی سرفرازی نور یا نار سے پیدا ہونے میں نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرماں برداری میں ہے۔ لہٰذا اُسے بھی اپنی انانیت کو ایک طرف رکھ کر ہمیشہ حق کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینا چاہیے۔ ثانیاً، وہ یہ سمجھ لے کہ اُسے جب اللہ تعالیٰ نے یہ درجہ دیا ہے کہ فرشتوں نے اُس کو سجدہ کیا تو یہ بات کسی طرح اُس کے شایانِ شان نہیں ہے کہ وہ کسی برتر سے برتر مخلوق کو بھی خدا کا شریک سمجھ کر اُس کی پرستش کرے۔ بندگی اور پرستش اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے۔ وہ اگر اِس حق میں کسی کو شریک کرتا ہے تو صرف اللہ تعالیٰ کی اہانت نہیں کرتا، بلکہ خود اپنی بھی اہانت کرتا ہے۔

۲۹۲؎ یہ 'ابلس' سے 'افعیل' کے وزن پر اُس جن کا لقب ہے جس نے آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کیا۔ 'ابلس' کے معنی مایوس اور غم زدہ ہونے کے ہیں۔ بعض لوگ اِسے فرشتہ سمجھتے ہیں، لیکن قرآن میں صراحت ہے کہ یہ جنات میں سے تھا۔

۲۹۳؎ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنات چونکہ اپنی خلقت کے لحاظ سے فرشتوں سے زیادہ دور نہیں ہیں، اِس لیے اُنھیں جب سجدہ کا حکم دیا گیا تو علی سبیل التغلیب جنات بھی اِس حکم میں شامل تھے۔

۲۹۴؎ اصل میں 'مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسۡجُدَ' کے الفاظ آئے ہیں۔ 'مَا مَنَعَكَ' کے بعد 'لَا' کا لانا ضروری نہیں تھا، اِس لیے کہ اُس میں خود 'لَا' کا مضمون موجود ہے، لیکن لایا گیا ہے تو اِس سے شدت نکیر کا مضمون پیدا ہو گیا ہے۔

قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِىْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿١٢﴾ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا
يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿١٣﴾ قَالَ اَنْظِرْنِىْٓ اِلٰى
يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿١٤﴾ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿١٥﴾ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِىْ لَاَقْعُدَنَّ

بولا: میں اُس سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اُس کو مٹی سے[۲۹۶]۔ فرمایا: اچھا تو یہاں سے اتر[۲۹۷]، تجھے یہ حق نہیں ہے کہ یہاں بڑائی کا گھمنڈ کرے، سو نکل جا، تو ذلیل ہے[۲۹۸]۔ بولا: مجھے اُس دن تک مہلت دے[۲۹۹]، جب لوگ اٹھائے جائیں گے۔ فرمایا: تجھے مہلت ہے[۳۰۰]۔ بولا: تو نے مجھے گمراہی میں

یہ اسلوب ہماری اپنی زبان میں بھی موجود ہے۔

۲۹۵؎ مطلب یہ ہے کہ اِس سجدے کا حکم چونکہ میں نے دیا تھا، اِس لیے یہ سجدہ آدم کو نہیں، بلکہ درحقیقت مجھے تھا۔ لیکن اِس کے باوجود امتثال امر کے بجاے تو نے سرکشی اختیار کی، آخر کیوں؟

۲۹۶؎ اِس سے واضح ہے کہ عزوشرف کو نسل ونسب پر مبنی سمجھنے کا فلسفہ ابلیس کی ایجادات میں سے ہے۔ جو لوگ اِس بنیاد پر اکڑتے اور دوسروں کو حقیر سمجھتے ہیں، وہ درحقیقت اُسی کے پیرو ہیں۔

۲۹۷؎ یہ خدا کی بارگاہ سے اترنے کا حکم ہے، جہاں جنات اور فرشتے، سب اُس کے حضور میں اُس سے ہم کلام تھے۔

۲۹۸؎ مطلب یہ ہے کہ ہماری بارگاہ میں سرکشی اور تکبر کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔ اِس جرم کا ارتکاب کر رہے ہو تو اِس کی سزا دائمی ذلت ہے۔ یہاں سے نکل جاؤ، اب اِسی ذلت میں رہو گے۔ ہماری بارگاہ کے دروازے تم پر ہمیشہ کے لیے بند ہو گئے ہیں۔

۲۹۹؎ یعنی اِس بات کی مہلت کہ میں یہ ثابت کر سکوں کہ انسان کو جو شرف بخشا گیا ہے، وہ فی الواقع اُس کا اہل نہیں ہے۔

۳۰۰؎ اِس کے معنی یہ ہیں کہ ابلیس اور اُس کی ذریت کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لیے یہ مہلت دے دی ہے کہ وہ انسان کو بہکانے اور ورغلانے کے لیے جو کچھ کر سکتا ہے، کر لے۔ انسان کے شرف و مزیت کے معاملے کا فیصلہ اِس کے نتیجے میں قیامت پر ملتوی ہو گیا ہے۔ اب وہیں معلوم ہو گا کہ اِس جنگ میں کون جیتتا اور کون ہارتا ہے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿١٦﴾ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَ
عَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿١٧﴾ قَالَ اخْرُجْ

ڈالا ہے[۳۰۱]، اِس وجہ سے میں بھی اولادِ آدم کے لیے تیری سیدھی راہ پر گھات میں بیٹھوں گا[۳۰۲]۔ پھر اِن کے آگے اور پیچھے، دائیں اور بائیں، ہر طرف سے اِن پر تاخت کروں گا[۳۰۳] اور تو اِن میں سے اکثر کو اپنا

”...یہی وہ موڑ ہے، جہاں سے انسان کی زندگی کارزار امتحان میں داخل ہوتی ہے۔ شیطان نے، جیسا کہ آگے آ رہا ہے، اپنا پورا زور اِس بات کے لیے لگانے کا منصوبہ بنایا کہ وہ انسان کو نااہل و نالائق ثابت کر دے اور انسان کی سعادت و کامرانی اِس بات میں ٹھیری کہ وہ یہ ثابت کرے کہ فی الواقع وہ اِس کا اہل ہے۔“ (تدبر قرآن ۳/ ۲۳۲)

۳۰۱۔ یعنی میں خود گمراہ نہیں ہوا، بلکہ تو نے حکم ہی ایسا دیا تھا جس کا امتثال میرے لیے ممکن نہیں تھا۔ چنانچہ میں اگر گمراہ ہوا ہوں تو اِس گمراہی پر، معاذ اللہ، تو نے مجھے مجبور کیا ہے۔ آگے کی آیات سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کی اِس بات پر کوئی تبصرہ نہیں کیا۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایک کھلی ہوئی سفیہانہ بات تھی جس کا جواب دینے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔

۳۰۲۔ اِس سے توحید کی راہ مراد ہے اور ابلیس نے یہ چیلنج اللہ تعالیٰ کو دیا ہے کہ وہ جنت الفردوس کے لیے صالحین کے انتخاب کی اُس اسکیم کو ناکام بنا دے گا جو انسان کی تخلیق سے اللہ کے پیش نظر ہے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

”...انسان کی فطرت اور خدا میں براہ راست ربط ہے۔ فطرت کی راہ میں غیر فطری کج پیچ نہ پیدا کر دیے جائیں تو انسان توحید کے سوا کوئی اور راہ نہیں اختیار کر سکتا۔ اِس وجہ سے توحید کو قرآن میں بھی اور دوسرے آسمانی صحیفوں میں بھی 'صراط مستقیم' سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ جب تک انسان اِس راہ پر قائم رہتا ہے، اُس وقت تک وہ سست رو اور آبلہ پا ہو کر بھی رو بمنزل رہتا ہے، اِس وجہ سے دیر سویر منزل پر پہنچ ہی جاتا ہے۔ برعکس اِس کے، اگر وہ شرک کے کسی موڑ کی طرف مڑ جائے تو اصل منزل سے رو گرداں ہو جاتا ہے اور پھر جتنے قدم بھی وہ آگے بڑھتا ہے، اُس کا سفر کسی 'ضلال بعید' ہی کی راہ میں ہوتا ہے۔ یہ رمز ہے جس کے سبب سے شیطان کو انسان پر پوری فتح حاصل کرنے کا اُس وقت تک موقع نہیں ملتا، جب تک وہ اُس کو توحید کی شاہراہ سے ہٹا کر شرک کی کسی پگ ڈنڈی پر نہ ڈال دے۔ چنانچہ اُس نے اپنے چیلنج میں آشکارا الفاظ میں بتا دیا کہ وہ انسان کی گھات میں توحید کی راہ پر بیٹھے گا اور اِس راہ سے اُس کو بے راہ کرنے کی کوشش کرے گا۔“ (تدبر قرآن ۳/ ۲۳۲)

مِنۡهَا مَذۡءُوۡمًا مَّدۡحُوۡرًا لَمَنۡ تَبِعَكَ مِنۡهُمۡ لَاَمۡلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنۡكُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ﴿۱۸﴾
وَ يٰۤاٰدَمُ اسۡكُنۡ اَنۡتَ وَ زَوۡجُكَ الۡجَنَّةَ فَكُلَا مِنۡ حَيۡثُ شِئۡتُمَا وَلَا تَقۡرَبَا
هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوۡنَا مِنَ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۱۹﴾ فَوَسۡوَسَ لَهُمَا الشَّيۡطٰنُ لِيُبۡدِيَ لَهُمَا

شکرگزار نہ پائے گا۔[۳۰۴] فرمایا: نکل جا یہاں سے، ذلیل اور راندہ۔ (یاد رکھ کہ) اِن میں سے جو تیری پیروی کریں گے، میں تیرے سمیت اُن سب سے اکٹھے جہنم کو بھر دوں گا۔[۳۰۵] ۱۱-۱۸

اے آدم، تم اور تمھاری بیوی، دونوں اِس باغ[۳۰۶] میں رہو اور اِس میں سے جہاں سے چاہو، کھاؤ۔ ہاں، البتہ تم دونوں اِس درخت[۳۰۷] کے پاس نہ جانا، ورنہ ظالم ٹھیرو گے۔ پھر شیطان نے اُنھیں بہکایا کہ

۳۰۳؎ اِس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ شیطان نے یہ چیلنج کس عزم و ارادے سے اور کس زور اور طنطنے کے ساتھ دیا ہے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

''...یہ بیان ہے شیطان کے حملے کی قوت، وسعت اور ہمہ گیری کا خود اُس کی زبان سے۔ وہ ہر جہت، ہر سمت، ہر پہلو سے انسان پر حملہ کرے گا۔ وہ اُس کے مشاہدات، احساسات، جذبات، خواہشات ہر منفذ سے اُس کے اندر گھسنے کی کوشش کرے گا۔ وہ اُس کے فکر، فلسفہ، علم، ادراک ہر چیز کو مسموم کرے گا۔ وہ اُس کی تحقیق، تنقید، تصنیف، تالیف، ادب، آرٹ، لٹریچر ہر چیز میں اپنا زہر گھولے گا، وہ اُس کے تہذیب، تمدن، معیشت، معاشرت، فیشن، کلچر، سیاست اور مذہب ہر چیز کے اندر فساد برپا کرے گا۔'' (تدبرقرآن ۳/ ۲۳۳)

۳۰۴؎ اِس جملے کا ٹھیک ٹھیک مطلب یہ ہے کہ تو اُن کی اکثریت کو توحید پر قائم نہیں پائے گا۔ اِس لیے کہ وہ جب خدا کی نعمتوں اور اُس کے افضال وعنایات کے لیے اُس کے شکرگزار نہیں ہوں گے تو دوسروں کے ہوں گے اور اُنھیں معبود بنا کر اُن کی پرستش کرنے لگیں گے۔

۳۰۵؎ یہ پوری بے نیازی اور شان کبریائی کے ساتھ شیطان کے چیلنج کا جواب بھی ہے اور اُس فیصلے کا دوٹوک اظہار بھی جس میں کسی رورعایت کی گنجایش نہیں ہے۔

۳۰۶؎ یہ غالباً اِسی دنیا کا کوئی باغ تھا جسے آدم وحوا کا مستقر قرار دیا گیا۔ اِس میں جو امتحان اُنھیں پیش آیا، اُس سے دونوں پر یہ بات واضح ہوگئی کہ شیطان اُن پر حملہ کرے گا تو کہاں سے کرے گا۔

۳۰۷؎ سورۂ طٰہٰ (۲۰) کی آیت ۱۲۰ میں اِسے 'شَجَرَةِ الۡخُلۡدِ' کہا گیا ہے۔ اِس سے واضح ہے کہ لفظ 'الشَّجَرَةَ'

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

مَاوٗرِیَ عَنۡهُمَا مِنۡ سَوۡاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنۡ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ
اَنۡ تَكُوۡنَا مَلَكَيۡنِ اَوۡ تَكُوۡنَا مِنَ الۡخٰلِدِيۡنَ ﴿۲۰﴾ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّیۡ لَكُمَا لَمِنَ

اُن کی شرم گاہوں میں سے جو چیز اُن سے چھپائی گئی تھی، وہ اُن کے لیے کھول دے[۳۰۸]۔ اُس نے اُن سے کہا: تمھارے رب نے تمھیں اِس درخت سے صرف اِس وجہ سے روکا ہے کہ کہیں تم فرشتے نہ بن جاؤ یا تمھیں ہمیشہ کی زندگی حاصل نہ ہو جائے[۳۰۹]۔ اُس نے قسمیں کھا کر[۳۱۰] اُن سے کہا کہ میں تمھارا سچا

یہاں مجازی مفہوم میں ہے۔ 'شَجَرَةِ الۡخُلۡدِ' کے لفظ سے جو معنی ظاہر ہوتے ہیں اور اِس درخت کا پھل کھانے کے جو اثرات آگے بیان ہوئے ہیں، دونوں اِس بات کی طرف صاف اشارہ کرتے ہیں کہ اِس سے مراد وہی شجرۂ تناسل ہے جس کا پھل کھانے کے باعث انسان اِس دنیا میں اپنے آپ کو باقی رکھے ہوئے ہے، لیکن آج بھی دنیا میں اُس کے لیے سب سے بڑی آزمایش اگر کوئی ہے تو یہی درخت ہے۔ آگے کی آیتوں سے مزید واضح ہو جائے گا کہ شیطان سب سے بڑھ کر اِسی کو فتنے کا ذریعہ بناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا اور اُنھیں اجازت دی کہ وہ یہ لباس پہن کر اِس درخت کا پھل کھائیں، لیکن شیطان ہمیشہ اُنھیں اِس لباس کے بغیر ہی اِس کا پھل کھانے کی ترغیب دیتا رہتا ہے۔

www.javedahmadghamidi.org

۳۰۸؎ یعنی جنسی تلذذ جس سے آدم و حوا ابھی واقف نہیں ہوئے تھے۔

۳۰۹؎ ابلیس نے یہ لالچ دے کر آدم و حوا کو اُس درخت کا پھل کھانے کی ترغیب دی۔ چنانچہ اِس پھل کی خواہش میں جو غیر معمولی کیفیت انسان پر طاری ہو جاتی ہے، اُس سے مغلوب ہو کر وہ شیطان کے فریب میں آ گئے اور یہ پھل کھا بیٹھے۔ شیطان کی اِس بات میں، اگر غور کیجیے تو اتنی سچائی بھی ہے کہ یہ اُسی درخت کا پھل ہے جس کے کھانے سے دنیا میں انسان کی زندگی کا تسلسل قائم ہے۔ استاذ امام امین احسن اصلاحی نے اِس کے ایک اور پہلو کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> ''...اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں کے سجدے سے مشرف ہونے کے باوجود آدم علیہ السلام فرشتوں کے مرتبے کو اپنے سے اونچا سمجھتے تھے۔ نیز وہ یہ جانتے تھے کہ یہ زندگی جو اُن کو حاصل ہوئی ہے، ابدی زندگی نہیں ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو شیطان اُن کو اِن دونوں چیزوں کے نام پر ورغلانے کی کوشش میں کامیاب نہ ہوتا۔'' (تدبر قرآن ۳/۲۳۵)

۳۱۰؎ اصل میں 'قَاسَمَهُمَا' کا لفظ آیا ہے۔ 'اقسم' کے بجائے اِس لفظ کا استعمال یہاں تکثیر اور مبالغے کے

النّٰصِحِيۡنَ ﴿۲۱﴾ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوۡرٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتۡ لَهُمَا سَوۡاٰتُهُمَا وَ
طَفِقَا يَخۡصِفٰنِ عَلَيۡهِمَا مِنۡ وَّرَقِ الۡجَنَّةِ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَاۤ اَلَمۡ اَنۡهَكُمَا عَنۡ
تِلۡكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلۡ لَّكُمَاۤ اِنَّ الشَّيۡطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ ﴿۲۲﴾ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمۡنَاۤ
اَنۡفُسَنَا وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ اهۡبِطُوۡا

خیرخواہ ہوں۔ اِس طرح فریب دے کر اُس نے دونوں کو رفتہ رفتہ مائل کر لیا۔ پھر جب اُنھوں نے درخت کا پھل چکھا[۳۱۱] تو اُن کی شرم گاہیں اُن پر کھل گئیں[۳۱۲] اور وہ اُس باغ کے پتوں سے اپنا جسم ڈھانکنے لگے۔[۳۱۳] (اُس وقت) اُن کے پروردگار نے پکارا کہ کیا میں نے تمھیں اِس درخت سے روکا نہیں تھا اور تم سے کہا نہیں تھا کہ شیطان تمھارا کھلا دشمن ہے؟[۳۱۴] دونوں بول اٹھے: پروردگار، ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے، اب اگر تو ہماری مغفرت نہ فرمائے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو ہم نامراد ہو جائیں گے۔[۳۱۵]

لیے ہے، یعنی بار بار قسمیں کھا کر یقین دلایا۔ عربی زبان کے افعال میں حروف کی زیادتی جس طرح معنی میں فرق پیدا کرتی ہے، اُسی طرح لفظ کے معنی میں محض شدت، تکثیر اور مبالغے کا فائدہ بھی دیتی ہے۔

۳۱۱ اصل الفاظ ہیں: ’فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ‘۔ اِن میں مضاف عربیت کے قاعدے سے محذوف ہے۔ ہم نے ترجمے میں اُسے کھول دیا ہے۔

۳۱۲ یعنی اُن کے بارے میں یہ بات واضح ہو گئی کہ یہ صرف رفع حاجت کا ذریعہ نہیں ہیں، بلکہ ایک دوسری چیز بھی اِن کے اندر چھپی ہوئی ہے جو اِن کا پھل کھانے کے بعد ہی کھلتی ہے۔

۳۱۳ اِس سے واضح ہے کہ جنس اور جنسی اعضا کے ساتھ شرم کا احساس انسان کی فطرت میں ودیعت ہے۔ یہ کوئی اکتسابی چیز نہیں ہے اور نہ تہذیب کے ارتقا سے مصنوعی طور پر پیدا ہوئی ہے، بلکہ ایک ایسا احساس ہے جو خدا نے انسان کے اندر الہام کر دیا ہے۔ جنس کے معاملات سے واقف ہوتے ہی یہ آپ سے آپ نمایاں ہو جاتا ہے۔ چنانچہ انسان اپنے اُن اعضا کو ڈھانکنے کی کوشش کرتا ہے جو اُس کے لیے جنسی تلذذ کا ذریعہ بنتے ہیں۔

۳۱۴ یہ اُن تنبیہات کا حوالہ دیا ہے جو اوپر آیات ۱۷-۱۹ میں گزر چکی ہیں۔

۳۱۵ یہ اُس توبہ کی بہترین مثال ہے جس کا ذکر سورۂ نساء (۴) کی آیت ۱۷ میں ہوا ہے اور جس کے بارے

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

بَعۡضُکُمۡ لِبَعۡضٍ عَدُوٌّ وَلَکُمۡ فِی الۡاَرۡضِ مُسۡتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰی حِیۡنٍ ﴿۲۴﴾ قَالَ فِیۡهَا تَحۡیَوۡنَ وَفِیۡهَا تَمُوۡتُوۡنَ وَمِنۡهَا تُخۡرَجُوۡنَ ﴿۲۵﴾

فرمایا: (یہاں سے) اتر جاؤ،[۳۱۶] تم ایک دوسرے کے دشمن ہو[۳۱۷] اور تمھیں ایک خاص وقت تک زمین پر ٹھیرنا ہے اور وہیں گزر بسر کرنی ہے۔ فرمایا: تم اِسی میں جیو گے، اِسی میں مرو گے اور اِسی سے نکالے جاؤ گے۔[۳۱۸] ۱۹-۲۵

میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ اُسے لازماً قبول کر لیتا ہے۔

۳۱۶۔ اصل میں لفظ 'اِھۡبِطُوۡا' استعمال ہوا ہے۔ اِس میں اترو کا مفہوم وہی ہے جو سورۂ بقرہ (۲) کی آیت ۶۱ کے الفاظ 'اِھۡبِطُوۡا مِصۡرًا' میں ہے، یعنی اے آدم و حوا اور ابلیس، تم سب اِس باغ سے نکل کر زمین میں اتر جاؤ۔

۳۱۷۔ یعنی ابلیس تمھارا دشمن ہے اور تم اُس کے دشمن ہو۔ تمھارے اور اُس کے درمیان فطری تعلق دشمنی کا ہے، لہٰذا تم کو ہمیشہ اُسے اپنا دشمن ہی سمجھنا چاہیے۔

۳۱۸۔ آدم و ابلیس کی سرگذشت یہاں تمام ہوئی۔ اِس سے جو حقائق مخاطبین پر واضح کرنا مقصود ہیں، وہ یہ ہیں:

۱۔ سرکشی اور تکبر خدا کے نزدیک سب سے بڑا جرم ہے۔ اِس کا ارتکاب کر لینے کے بعد انسان ہمیشہ کے لیے راندۂ درگاہ ہو سکتا ہے۔ ابلیس نے اِسی جرم کا ارتکاب کیا تھا۔ فرشتے اپنی خلقت کے لحاظ سے اُس سے برتر تھے، لیکن اُنھوں نے خدا کے حکم کو اِس سے بڑا سمجھا اور بغیر کسی تردد کے اُس کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔ خدا کی تمام مخلوقات کے لیے صحیح رویہ یہی ہے۔ دولت و ثروت اور عز و جاہ، سب خدا کی عطا ہے۔ اِس کے زعم میں مبتلا ہو کر سرکشی اور تکبر کا رویہ اختیار کیا جائے گا تو یہ انسان کے لیے ابدی خسران کا باعث بن جائے گا۔

۲۔ ابلیس جس انجام کو خود پہنچا ہے، وہ انسان کو بھی اُسی انجام تک پہنچانا چاہتا ہے۔ اُس نے خدا سے اِسی مقصد کو حاصل کرنے کے لیے مہلت لی ہے۔ اُس کا اصلی ہدف عقیدۂ توحید ہے۔ اُسے معلوم ہے کہ مشرکین کے لیے خدا کی جنت میں کوئی جگہ نہیں ہے۔ وہ یہ ثابت کر دینا چاہتا ہے کہ جس کے سامنے اُسے جھکنے کے لیے کہا گیا تھا، وہ اس کا اہل بھی نہیں ہے کہ اپنے پروردگار کی ذات و صفات کی صحیح معرفت کے ساتھ اُس کی بندگی کر سکے۔

۳۔ انسان کی سب سے بڑی کمزوری اُس کی جنسی جبلت ہے۔ ابلیس اِس بات سے واقف ہے کہ انسان کو اپنی گرفت میں لینے کا سب سے آسان راستہ یہی ہے کہ اُسے اِس جبلت کی تسکین پر خدا کی عائد کردہ پابندیوں کو توڑ

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

دینے کے لیے آمادہ کیا جائے۔ وہ آدم وحوا پر اسی راستے سے حملہ آور ہوا تھا۔ اِس کے لیے وہ ہر داؤں، ہر فریب اور ہر چرتر استعمال کرنے کے لیے تیار رہتا ہے اور لوگوں کو اُسی طرح شیشے میں اتار لیتا ہے، جس طرح ابدیت کا لالچ دے کر اُس نے آدم وحوا کو شیشے میں اتارا تھا۔ اپنے حریف کے محاذ میں یہ کمزور ترین مقام ہے جو اُس نے پہلے دن سے حملے کے لیے تلاش کر رکھا ہے۔

۴۔ غلطی ابلیس نے بھی کی اور غلطی آدم وحوا سے بھی ہوئی، لیکن دونوں میں فرق ہے۔ ابلیس کو غلطی پر توجہ دلائی گئی تو وہ اکڑ بیٹھا اور بندگی سے منہ موڑ کر سرکشی کا رویہ اختیار کر لیا۔ مگر آدم وحوا نے یہ نہیں کیا۔ اُنھیں جب احساس ہوا کہ اُنھوں نے نافرمانی کی ہے تو ندامت اور شرم ساری کے ساتھ وہ فوراً اپنے رب کی طرف پلٹے اور معافی مانگ کر اُس کے دامن رحمت میں پناہ ڈھونڈنے لگے۔ چنانچہ ابلیس ہمیشہ کے لیے راندۂ درگاہ ہے اور بنی آدم کے لیے جنت کے دروازے کھلے ہیں۔ وہ جب چاہیں، نیکی، خیر اور توبہ واستغفار کا زادِ راہ لے کر اُن میں داخل ہونے کے لیے سفر کی ابتدا کر سکتے ہیں۔

[باقی]

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com